



إِنَّهُ لِقُرْآنٍ كَرِيمٍ فِي كِتَابٍ مَكْتُونٍ لَا يَمْسُهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

واقعیہ ہے کہ یہ قرآن ہے بلکہ پایہ جو (ثابت ہے) ایک محفوظ کتاب میں نہیں چھوتے اسے گرجو وہ جو پاک صاف ہیں۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عمال الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

الواقعة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تعارف سورت:

حافظ ابن عساکر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے واقعات میں ایک روایت لائے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے جس بیماری سے آپ جاں برلنے ہوئے اس بیماری میں حضرت عثمانؓ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

پوچھا آپ کو کیا شکوہ ہے؟ فرمایا اپنے گناہوں کا۔

دریافت کیا خواہش کیا ہے؟ فرمایا اپنے رب کی رحمت کی۔

پوچھا کسی طبیب کو بھیج دوں؟ فرمایا طبیب نے ہی تو بیمار دا الہا ہے۔

پوچھا کچھ مال بھیج دوں؟ فرمایا مجھے مال کی کوئی حاجت نہیں۔

اکھا آپ کے بعد آپ کے بیجوں کے کام آئے گا۔ فرمایا کیا میری بچیوں کی نسبت آپ کو فتحی کا ذرہ ہے؟ میں نے اپنی سب لاکیوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ ہر رات سورہ واقعہ پڑھ لیا کریں، میں نے رسول اللہؐ سنا ہے کہ جو شخص سورہ واقعہ کو ہر رات پڑھ لیا کرے اسے ہرگز ہرگز فاقہ نہ پہنچ گا۔

محدث احمد میں ہے حضرت چابر قرما تے ہیں کہ رسول اللہؐ نماز میں اسی طرح پڑھتے تھے جس طرح تم آج پڑھتے ہو گیں آپ کی نماز تخفیف والی ہوتی تھی۔ فہر کی نماز میں آپ سورہ واقعہ اور اسی جیسی سورتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

قیامت برحق ہے:

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (۱)
جب قیامت قائم ہو جائے گی۔

واقعہ قیامت کا نام ہے کیونکہ اسکا ہونا یقینی امر ہے جیسے اور آیت میں ہے:

فِيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (69:15)
اس دن ہو پڑے نے والی ہو پڑے گی۔

لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ (۲)
جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں۔

اسکا واقع ہونا یقینی امر ہے۔ نہ اسے کوئی ٹال سکے نہ ہٹا سکے وہ اپنے مقررہ وقت پڑا کری رہے گی۔ جیسے اور آیت میں ہے:
استَحْيِيُوا لِرَبِّكُمْ مَنْ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَ لَهُ مِنَ اللَّهِ (42:47)

اپنے پروردگار کی باتیں مان لو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جسے کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

اور جگہ فرمایا:

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ - لِكُفَّارِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (2-70:1)
سائل کا سوال اس عذاب سے ہے جو یقیناً آئے والا ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔

اور آیت میں ہے:

وَيَوْمَ يَقُولُ مَنْ فَيَكُونُ فَوْلَهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ عَلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَدَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَيْرُ (6:73)

جس دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہو جاتو ہو جائے گی۔ اسی کا قول حق ہے اسی کا مالک ہے جس دن صور پھونکا جائے گا وہ عالم غیب و ظاہر ہے اور وہ حکیم و خیر ہے۔

قيامت کا ذکر نہیں لمحی برحق ہے ضرور ہونے والی ہے اس دن نتود و بارہ آنا ہے نہ وہاں سے لوٹنا ہے نہ واپس آنا ہے۔

کاذبہ مصدر ہے جیسے عاقبۃ اور عافية۔

قيامت کا تذکرہ:

خَافِضَةُ رَأْفَعَةٍ (۳)

وَهُوَ پَسْتَ كَرْتَ وَالِّيْ وَالِّيْ أَوْ بَلَنْدَ كَرْتَ وَالِّيْ يَوْغَى۔

وہ دن پست کرنے والا اور ترقی دینے والا ہے بہت سے لوگوں کو نیچوں کا حق کر کے جہنم میں پہنچادے گا جو دنیا میں ہے۔ ذی عزت و وقت تھے۔ اور بہت سے لوگوں کو وہ اونچا کر دے گا اعلیٰ علمین اور جنت نک پہنچادے گا کو دنیا میں وہ پست اور بے قدر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے دشمن ذیل ہو کر جہنمی بن جائیں گے اور اولیاء اللہ عزیز ہو کر جنتی ہ جائیں گے۔ مثکریں کو وہ ذیل کر دے گی۔ اور متوضعین کو وہ عزیز کر دے گا وہ نزدیک اور دور والوں کو سنا دے گی اور ہر ایک کو چونا کر دے گی، وہ نیچا کرے گی اور قریب والوں کو سنا نے گی پھر اونچی ہو گی اور دور والوں کو سنا نے گی۔

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجَّاً (۴)

جَبْ كَرْ زَمِينَ زَلَزلَهُ كَسَاتِحَهِ هَلَادِيْ جَائِيَ جَائِيَ گَيِّ۔

زمین ساری کی ساری لرز نے لگے گی۔ چچپوں کی پکانے لگے گا طول و عرض زمین میں زلزلہ پڑ جائے گا اور بے طرح ہلنے لگے گی۔ یہ حالت ہو جائے گی کہ کویا چھلانی میں کوئی چیز ہے جسے کوئی بلارہا ہے۔ اور یہ میں ہے:

إِذَا زُلْزَلَتِ الْأَرْضُ زُلْزَلَهَا (99:1)

جَبْ زَمِينَ پُورِي طَرَحْ جَسْبِنْجُوزِ دِيْ جَائِيَ جَائِيَ گَيِّ۔

اور جگہ ہے:

يَا إِيَّاهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زُلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ (22:1)

لوکو! اللہ تعالیٰ سے ذر و جو تمہارا رب ہے یقین مالوک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔

وَبَسَّتِ الْجِبَالُ بَسًا (۵)

اوْ پَهَازِ بَالَّكَلِ رِيزَهُ رِيزَهُ کر دیے جائیں گے۔

فَكَانَتْ هَبَاءُ مُنْبَأً (۶)

پھروہ مثل پر اگنہ غبار کے ہو جائیں گے۔

فرمایا پہاڑ اس دن ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ اور جگد الفاظ کثیاً مهیلا (۷۳:۱۴) ۲ ے ہیں، یعنی (پھارڈل بھر بھری رہت کے
ٹیکوں کے ہو جائیں گے) پس وہ مثل غبار پر یثان کے ہو جائیں گے جسے ہوا دھرا دھر بکھر دے اور پکھندر ہے۔

ہباء، ان شروں کو بھی کہتے ہیں جو آگ جاتے وقت پتالوں کی طرح اڑتے ہیں، نیچے گرنے پر وہ کچھ نہیں رہتے۔

بُشْت اس جیز کو کہتے ہیں جسے ہوا اور پر کر دے اور پھیلا کر تابود کر دے جیسے پتوں کے چورے کو ہوا دھرا دھر کر دیتے ہیں۔

وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةٍ (۷)

اور تم تین جماعتوں میں ہو جاؤ گے۔

اوگ اس دن تین قسموں میں منقسم ہو جائیں گے۔

فَاصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (۸)

پس داہنے ہاتھو والے کیے اچھے ہیں داہنے ہاتھو والے۔

ایک جماعت عرش کے دائیں ہو گئی اسکے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے اور دائیں جانب چلانے جائیں گے۔
یہ جنتیوں کا عام گروہ ہے۔

وَأَصْحَابُ الْمَشَامَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشَامَةِ (۹)

اور بائیں ہاتھو والے کیا حال ہے بائیں ہاتھو والوں کا۔

دوسری جماعت عرش کے بائیں جاپ ہو گئی انہیں نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے اور بائیں طرف کی راہ پر
گائے جائیں گے۔ یہ سب جنتی ہیں۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ (۱۰)

اور جو آگے والے ہیں وہ تو آگے والے ہی ہیں۔

تیسرا جماعت اللہ عز و جل کے سامنے ہو گی یہ خالص اوگ ہیں۔ یہ اصحاب بیکین سے بھی زیادہ با وقت اور خاص
قرب کے مالک ہیں۔ یہ اہل جنت کے سردار ہیں۔ ان میں رسول ہیں انبیاء ہیں صدیق و شہداء ہیں یہ تعداد میں پہبخت
دائیں ہاتھو والوں کے کم ہیں۔

أُولُئِكَ الْمُفَرَّجُونَ (۱۱)

وہ باکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں۔

فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (۱۲)

۲ رام وہ جنتوں میں ہیں۔

تیسرا جماعت اللہ عزوجل کے سامنے ہوگی یہ خالص اُوگ ہیں۔ یہ اصحاب یمن سے بھی زیادہ باوقعت اور خالص قرب کے مالک ہیں۔ یہ اہل جنت کے سردار ہیں۔ ان میں رسول ہیں انہیاء ہیں صدیق و شہداء ہیں یہ تعداد میں نسبت دوائیں ہاتھ والوں کے کم ہیں۔

پس یہ تین قسم تمام اہل محشر کی ہو جائے گی جیسے کہ اس سورت کے آخر میں بھی انتحصار کے ساتھ ان کی بھی تقسیم کی گئی ہے۔ اسی طرح سورہ فاطر میں فرمایا ہے:

**ثُمَّ أُرْثَنَا الْكِتَبَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عَبَادِنَا فَمُؤْمِنُهُمْ ظَلْمٌ لِّنَفْسِهِ وَمُنْكَرٌ مُّفَصَّدٌ وَمُنْهَمٌ
سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ (35:32)**

پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث اپنے چیدہ بندوں کو بنایا پس ان میں سے بعض تو اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض میانہ روشن ہیں اور بعض اللہ کے حکم سے نیکیوں کی طرف آگے بڑھنے والے ہیں۔

پس یہاں بھی تین قسمیں ہیں یہ اس وقت جب کہ ظالم نفس کی وہ تغیریں جو اس کے مطابق ہے۔ ورنہ ایک دوسرا قول بھی ہے جو اس آیت کی تغیری کے موقع پر گزر چکا۔

حضرت ابن عباسؓ بھی یہی فرماتے ہیں دو گروہ جتنی اور ایک جتنی۔

نیکوں کے درجات:

ابن الجی حاتم کی حدیث میں ہے رسول اللہ فرماتے ہیں **وَإِذَا النُّفُوسُ زُوْجْتُ** جب لوگوں کے جوڑے مانے جائیں فرمایا:

قسم قسم کے یعنی ہر عمل کے عامل کی ایک جماعت۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم تین قسم پر ہو جاؤ گے یعنی اصحاب یمن، اصحاب شہادت اور سلفین۔

مسند احمد میں ہے رسول اللہ نے فرمایا:

جانشیت ہوا اللہ تعالیٰ کے سایے کی طرف قیامت کے دن سب سے پہلے کون اُوگ جائیں گے؟

انہوں نے کہا اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

وہ لوگ جو پناہ دیے جائیں قبول کر لیں اور جو حق ان پر ہو جب مانگا جائے ادا کرویں۔ اور لوگوں کے لیے بھی وہی حکم کریں جو خود اپنے لیے کرتے ہیں۔

سابقون کون اُوگ ہیں؟ اس کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔ مثلاً

. انہیاء۔

. اہل علیین۔

. حضرت یوشع جو حضرت موسیٰ پر سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔

. وہ مومن جنکا ذکر سورہ یس میں ہے

. ہرامت کے وہ لوگ جو اپنے اپنے نبیوں پر پہلے پہل ایمان لائے تھے

. وہ لوگ جو مسجد میں سب سے پہلے جاتے ہیں

. جو چہاروں سب سے آگے نکلتے ہیں۔

یہ سب اقوال دراصل صحیح ہیں۔ یعنی یہ سب لوگ **سابقون** ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو آگے بڑھ کر دوسروں پر سبقت کر کے قبول کرنے والے سب اس میں داخل ہیں۔ قرآن کریم میں اور جگہ ہے:

وَسَارُوا إِلَى مَعْفَرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَأَتِهِ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ (3:133)

اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کا عرض مثل آسمان و زمین کے ہے۔

پس جس شخص نے اس دنیا میں نبیوں کی طرف سبقت کی وہ خrust میں اللہ کی نعمتوں کی طرف بھی سابق ہی رہے گا۔ ہر عمل کی جزا اسکی جنس سے ہوتی ہے جیسا کہ جو کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے۔ اسی لیے یہاں اسکی نسبت فرمایا گیا یہ مقرر ہیں اللہ ہیں۔ یہ نعمتوں والی جنت میں ہیں۔

ابن ابی حاتم میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ فرشتوں نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ پروردگارتوں نے ابن ۲۰ م کے لیے تو دنیا بنا دی ہے وہ وہاں کھاتے پیتے ہیں اور یہوی بچوں سے لطف اٹھاتے ہیں پس ہمارے لیے ۲۰ خrust کر دے۔ جواب ملا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ انہوں نے تین مرتبہ بیبی دعا کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں نے جسے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا انہیں ان جیسا ہر گز نہ کروں گا جنہیں میں نے صرف لفظ **کن** سے پیدا کیا۔

حضرت امام داریؒ نے بھی اس اثر کو اپنی کتاب **الرد علی الحمیہ** میں بیان کیا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ عز وجل نے فرمایا:

جسے میں نے ہاتھ سے پیدا کیا ہے اسکی نیک اولاد کو میں اس جیسا نہ کروں گا جسے میں نے کہا ہو جاؤ وہ ہو گیا۔

جنت میں انعامات:

يَلَهُ مَنْ الْأَوَّلِينَ (۱۳)

بہت بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہو گا۔

وَقَلِيلٌ مَنْ الْآخِرِينَ (۱۴)

اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔

ارشا و ہوتا ہے کہ مقررین خاص بہت سے پہلے کے ہیں اور پچھلے چھلوں میں سے بھی ہیں۔
ان اولین اور آخرین کی تفسیر میں کئی قول ہیں۔ مثلاً اگلی امتوں میں سے اور اس امت میں سے۔
امام ابن جریر اس قول کو پسند کرتے ہیں اور اس حدیث کو بھی اس قول کی پچھلی میں پیش کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا:

نَحْنُ الْأَخْرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

هُمْ بَعْدَنَا هُمُّ الْأَوَّلُونَ

اور اس قول کی تائید ابن ابی حاتم کی اس روایت سے بھی ہو سکتی ہے کہ جب یہ آیت اتری اصحاب رسول پر بخاری پر
تو الحضرت نے فرمایا:

إِنَّ لَأَرْجُو أَنْ تَكُُلُوا رُبْعَ أَهْلَ الْجَنَّةِ، ثُلَّتْ أَهْلَ الْجَنَّةِ، بَلْ أَنْتُمْ نَصْفُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ: شَطْرُ أَهْلِ
الْجَنَّةِ وَلِقَاسِمُوْنَهُمُ الْأَصْفَادُ الْأَلَّانِي

مجھے امید ہے کہ کل اہل جنت کی چوتھائی تم ہو بلکہ تھانی تم ہو بلکہ آخر دھوں آخر تم ہو۔ تم آخر جنت کے مالک ہو گے اور باقی
آخر تمام امتوں میں تقسیم ہو گی جن میں تم بھی شریک ہو۔
یہ حدیث مندرجہ میں بھی ہے۔

امام ابن جریر جس قول کو پسند فرمایا ہے اس میں ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ دراصل یہ قول بہت کمزور ہے کیونکہ
الفاظ قرآن سے اس امت کا اور تمام امتوں سے افضل و اعلیٰ ہونا ثابت ہے۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ مقررین بارگاہ صمدیت
میں ان امتوں میں سے تو بہت سے ہوئے اور بہترین امت میں سے کم ہوں۔

ہاں یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ ان تمام امتوں کے مترقب مل کر صرف اس امت کے مقررین کی تعداد سے بڑھ جائیں۔ لیکن بظاہر تو یہ
معلوم ہوتا ہے کہ کل امتوں کے مقررین سے صرف اس امت کے مقررین کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ ۲۶ گے اللہ کو علم ہے۔

دوسرے قول اس جملہ کی تفسیر میں یہ ہے کہ اس امت کے شروع زمانے کے لوگوں میں سے مقررین کی تعداد بہت زیادہ ہے
اور بعد کے لوگوں میں کم اور بھی قول رائج ہے۔ چنانچہ حضرت حسنؓ سے مردی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت کی اور
فرمایا سبقین تو گزر پکے اے اللہ تو ہمیں اصحاب بیان میں کردے۔

اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اس امت میں سے جو گزر پکے ان میں مقررین بہت تھے۔
امام ابن سیرینؓ بھی یہی فرماتے ہیں۔

کوئی نیک نہیں کہ ہر امت میں بھی ہوتا چلا آیا ہے کہ شروع میں بہت سے مقررین ہوتے ہیں اور بعد والوں میں یہ تعداد کم
ہو جاتی ہے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ مراد یوں ہی ہو یعنی ہر امت کے اگلے لوگ سبقت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں پہبخت
ہر امت کے پچھلے لوگوں کے۔

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے:

میری امت کی مثال بارش جیسی ہے نہ معلوم کو شروع زمانے کی بارش بہتر ہو یا آخر زمانے کی۔

یہ حدیث مجموع ہے اس امر پر کہ جس طرح دین کو شروع کے لوگوں کی ضرورت تھی جو انکی تبلیغ اپنے بعد لوگوں کو کریں اسی طرح آخر میں بھی اسے قائم رکھنے والوں کی ضرورت ہے جو لوگوں کو سنت رسول پر جائیں، اس کی روایتیں کریں اسے لوگوں پر ظاہر کریں۔ لیکن فضیلت اول والوں کی ہی رہے گی۔ صحیح اسی طرح جس طرح کھیت کو شروع بارش کی اور آخری بارش کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بڑا فائدہ ابتدائی بارش سے ہوتا ہے اس لیے کہ اگر شروع شروع بارش نہ ہو تو دانے آگئے ہی نہیں ناگنجائی جزیں جیں۔

اسی لیے خصوصی مانتے ہیں:

لَا تَرَأَنَ طَائِفَةً مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفُهُمْ، حَتَّىٰ يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ تَعَالَى وَهُمْ كَذَّاكِ

ایک جماعت میری امت میں سے ہمیشہ حق پر رہ کر غالب رہے گی، ان کے دشمن ان کو ضرر نہ پہنچائیں گے، ان کے خلاف انہیں رسول اور پست نہ کر سکیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور وہ اسی طرح ہوں۔

الغرض یہ امت باقی تمام امتوں سے افضل و اشرف ہے اور اس میں مقرر ہیں رب پر نسبت اور امتوں کے بہت ہیں اور بہت بڑے مرتبے والے۔ کیونکہ دین کے کامل ہونے اور نبی کے عالی مرتبہ لحاظ سے یہ سب بہتر ہیں۔

بے حساب جنت میں جانے والے:

تو اتر کے ساتھ یہ حدیث ثبوت کو پہنچی چلی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اس امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے۔

طبرانی میں ہے اس کی قسم جس کے ساتھ میں میری جان ہے تم میں سے ایک بہت بڑی جماعت قیامت کے روز کھڑی کی جائے گی جو اس قدر بڑی اور گنتی میں زائد ہو گی کہ کوی رات آگئی، زمین کے تمام سکاراوں کو گھیر لے گی۔ فرشتے کہنے لگیں گے سب نبیوں کے ساتھ جتنے لوگ آئے ہیں اس سے بہت ہی زیادہ محمدؐ کے ساتھ ہیں۔

مناسب مقام یہ ہے کہ بہت بڑی جماعت اگلوں میں سے اور بہت بڑی بچپنوں میں سے والی آیت کی تفسیر کے موقع پر یہ حدیث ذکر کروی جائے جو حافظ ابو مکر تنبیح نے ولائل نبوت میں بیان کی ہے کہ رسول اللہ جب صحیح کی نماز پڑھتے پاؤں موڑے ہوئے ہی ستر مرتبہ یہ پڑھتے سب حان اللہ بحمدہ استغفر اللہ ان اللہ کان تواباً۔

پھر فرماتے ستر کے پدلوں ساتھوں ہیں۔ جس کے ایک دن کے گناہ سات سو سے بھی بڑھ جائیں وہ بے خبر ہے پھر دو مرتبہ اسی کو فرماتے۔ پھر لوگوں کی طرف من کر کے بیخنتے اور خصور کو خواب اچھا معلوم تھا، اس لیے پوچھتے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟

عَلَى سُرُّ مَوْضُونَةٍ (۱۵)

یہ لوگ سونے کے تاروں سے بننے ہوئے تختوں پر

ان کے بیٹھنے کے تخت اور آرام کرنے کے پلاک سونے کے تاروں سے بننے ہوں گے جن میں جگد بجگد موتی لگئے ہوئے ہوں گے دریا قوت جزے ہوئے ہوں گے۔

فِعلِ معنی میں مفعول کے ہے اسی لیے اونٹی کے پیٹ کے نیچے والے کو وحشیں کہتے ہیں۔

مُتَكَبِّينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ (۱۶)

ایک دوسرے کے سامنے تکیے لگائے بیٹھنے ہوں گے۔

سب کے من آپس میں ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے کوئی کسی کی طرف پیچہ دیے ہوئے نہ ہوگا۔

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وَلِدَانُ مُخَلَّدُونَ (۱۷)

ان کے پاس ایسے بڑے جو بھیشدڑ کے ہی رہیں گے۔

وہ نہان انگلی خدمت گزاری میں مشغول ہوں گے وہ عمر میں ویسے ہی چھوٹے رہیں گے نہ بڑے ہوں نہ بزر ہے ہوں نہ ان میں تغیر تبدل ہے۔

بِأَكْوَابِ وَأَبَارِيقَ ...

آمدورفت کریں گے آبخارے اور آفاتابے لے کر

اکواپ کہتے ہیں ان کوزوں کو جن کی ٹوٹی اور پکلنے کی چیز نہ ہو۔

اباریق وہ آفاتابے (پانی کے برتن) جو ٹوٹی اور پکڑے جانے کے قابل ہوں۔

... وَكَأسٌ مِّنْ مَعِينٍ (۱۸)

اور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو۔

لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزَفُونَ (۱۹)

جس سے نہ سر میں درد ہونہ عقل میں فتوڑے۔

یہ سب شراب کی جاری نہر سے چھکتے ہوئے ہوں گے جو شراب نہ تم ہون کم ہو کیونکہ اس میں جھٹے بہر ہے ہیں۔ جام چھکتے ہوئے ہر وقت اپنے نازک ہاتھوں میں لیے ہوئے پگل المدام ساتی ادھر اور ہر گشت کر رہے ہوں گے۔ اس شراب سے نہ انہیں درد ہونہ انگلی عقل زائل ہو بلکہ باوجود پورے سرور اور کیف کے عقل دھواس اپنی جگد قائم رہیں گے اور کامل لذت حاصل ہوگی۔

شراب میں چار صفتیں ہیں نشہ سر درستے اور پیشا ب پیس پر وردگار کالم نے جنت کی شراب کا ذکر کر کے ان چاروں نقصان کی لٹی کر دی۔ کہ وہ شراب ان نقصانات سے باک ہے۔

وَفَاكِهَةٌ مَّمَّا يَتَخَيَّرُونَ (۲۰)

اور ایسے میوے لیے ہوئے جو انگلی پسند کے ہوں۔

وَلَحْمٌ طَيْرٌ مَّمَّا يَشْتَهُونَ (۲۱)

اور پرندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں۔

پھر قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کے پرندوں کے کوشت انہیں میں گے۔ جس میوے کو جی چاہے اور جس طرح کے کوشت کی طرف دل کی رشبہت ہو موجود ہو جائے گا۔

یہ تمام چیزیں لیے ہوئے ان کے سلیقہ شعاعر خدا م ہر وقت ان کے گرد گھومتے رہیں گے تاکہ جس چیز کی جب کبھی خواہش ہو لے لیں۔

جنت کے میوے:

اس آیت میں دلیل ہے کہ آدمی میوے چن چن کر اپنی خواہش کے مطابق کھا سکتا ہے۔

مند ابو بلال موصی میں ہے حضرت عکراش بن ذؤیبؑ فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے صدقہ کے مالے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ زکوٰۃ کے بہت سے اونٹ تھے۔ اپنے فرمایا تم کون ہو؟ اپنا نسب نامہ بیان کرو۔

میں نے مرہ بن عبید تک کہہ سنا یا اور کہا کہ یہ زکوٰۃ مرہ بن عبید کی ہے۔ پھر حضورؐ مسکرانے اور فرمائے گئے یہ میری قوم کے اونٹ ہیں یہ میری قوم کے صدقہ کا مال ہے۔ پھر میرا باتھ پکڑ کر امام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کچھ کھانے کو ہے؟ جواب ملا ہاں۔ چنانچہ ایک بڑے گلن میں چوری ہوتی روئی 2 آنے اپنے اونٹ کے لئے اور میں نے کھانا شروع کیا۔

میں اور اصر سے نوالے لینے کا تو اپنے اپنے ہاتھ سے میرا دہنہا باتھ تھام لیا اور فرمایا عکراش یہ تو ایک قسم کا کھانا ہے ایک ہی جگہ سے کھاؤ۔

پھر ایک سینی کھجوروں کی 2 آنی۔ میں نے صرف میرے سامنے جو تھیں انہیں کھانا شروع کیا۔ ہاں رسول اللہؐ سینی کے اصر اور جہاں سے جو پسند آتی لے لیتے تھے۔ اور مجھ سے بھی فرمایا اے عکراش اس میں ہر طرح کی کھجوریں ہیں جہاں سے چاہو کھاؤ جس قسم کی کھجور چاہو لے لو۔

پھر پانی پیا پس حضورؐ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور وہی ترہاتھا اپنے چہرے پر اور دونوں بازوں پر اور سر پر تین دفعہ پھیر لیے اور فرمایا اے عکراش یہ دھو ہے اس چیز سے جسے آگ نے تھیغ کیا ہو۔ ترمذی وابن ماجہ امام ترمذی اسے غریب بتلتاتے ہیں۔

ایک خواب:

مند احمد میں ہے ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس آئیں اور کہایا رسول اللہ! میں نے آپ کے سامنے ایک خواب دیکھا ہے کہ کویا میرے پاس کوئی آیا اور مجھے مدینہ سے لے چلا اور جنت میں پہنچا دیا پھر میں نے ایک دھماکہ سنائی جس سے جنت میں بل چل جی گئی میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا فلاں بن فلاں کو دیکھا بارہ شخصوں کے نام لیے۔ انہی بارہ شخصوں کا ایک لشکر ہا کر رخضترت نے کئی دن ہوئے ایک ہم پر روانہ کیا ہوا تھا۔

فرماتی ہیں انہیں لا یا گیا۔ یہ طس کے کپڑے پہنے ہوئے تھے انکی رگیں جوش ماری تھیں حکم ہوا کہ انہیں نہر بیدخ میں لے جاؤ جب ان لوگوں نے اس نہر میں غوط لگایا تو ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چکنے لگ گئے پھر ایک سونے کی سینی میں سمجھو ریس آئیں جو انہوں نے اپنی حسب مشکھائیں اور ساتھ ہی ہر طرح کے میوے جو ہر طرف پھنے ہوئے تھے جس میوے کو انہا جی چاہتا تھا لے لیتے تھے اور کھاتے تھے میں نے بھی ان کے ساتھ شرکت کی اور وہ میوے کھائے۔

مدت کے بعد ایک قاصد آیا اور کہایا فلاں فلاں اشخاص جنہیں آپ نے لشکر میں بھیجا تھا شہید ہو گئے لشکر با رہ شخصوں کے نام لے اور یہ وہی نام تھے جنہیں اس بی بی صاحبہ نے اپنے خواب میں دیکھا تھا۔ حضورؐ نے ان نیک بخت صحابہ کو پھر بلوایا اور فرمایا اپنا خواب دو بارہ بیان کرو۔ اس نے پھر بیان کیا اور انہی لوگوں کے نام لیے جن کے نام قاصد نے لے تھے۔

طبرانی میں ہے کہ جتنی جس میوے کو رخت سے قوڑے گا وہیں اس جیسا اور پھل لگ جائے گا۔

مند احمد میں ہے:

إِنَّ طَيْرَ الْجَنَّةِ كَأَمْثَالِ الْبُخْتِ، يَرْعَى فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ

جتنی پرندوں کے اوٹ کے برادر ہیں جو جنت میں پڑتے چکتے رہتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر نے کہایا رسول اللہ! یہ پرندوں نہایت ہی مزے کے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا:

أَكْلُهَا أَئُمُّ مُثْهَا

ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ ناز و فتح والے ہوں گے۔

تین مرتبہ یہی جملہ ارشاد ہرایا۔ پھر فرمایا:

وَإِنِّي لِأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مَمَّنْ يَأْكُلُ مُثْهَا

مجھے اللہ سے امید ہے کہ اے ابو بکر! تم ان میں سے ہو جو ان پرندوں کا گوشت کھائیں گے۔

ٹوبی کیا ہے:

حافظ ابو عبد اللہ مقدسی کی کتاب صفۃ الجنۃ میں ہے کہ رسول اللہ کے سامنے طوبی کا ذکر ہوتا ہے آپ نے صدیق اکبر سے دریافت فرمایا کہ جانتے ہو طوبی کیا ہے؟

آپ نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول کو پورا علم ہے۔ آپ نے فرمایا:

جنت کا ایک درخت ہے جس کی طولانی کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں۔ اس کی ایک ایک شاخ تھے تیز سوار ستر سال تک چا جائے پھر بھی اسکا سایہ تم نہ ہو۔ اس کے پتے بڑے چوڑے چوڑے ہیں ان پر بڑے اوٹ کے برادر پرندہ آ کر بیٹھتے ہیں۔ ابو بکرؓ نے فرمایا پھر تو یہ پرندہ بڑی ہی نعمتوں والے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ان سے زیادہ نعمتوں والے ان کے کھانے والے ہوں گے اور انشاء اللہ تم بھی انہی میں سے ہو۔

ابن الی الدین میں حدیث ہے کہ حضورؐ سے کوثر کی بابت سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

وہ جنتی نہر ہے جو مجھے اللہ عز وجل نے عطا فرمائی ہے۔ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میخھا اس کا پانی ہے۔ اس کے کنارے جنتی اونٹوں کی گردنوں جیسے پرندے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ پرندہ تو بڑے مڑے میں ہیں۔ آپ نے فرمایا انکا کھانے والا ان سے زیادہ مڑے میں ہے۔

امام ترمذی اسے حسن کہتے ہیں۔

جنتی پرندے:

ابن الی حاتم میں حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ جنتی پرندہ مثل جنتی اونٹوں کے ہیں جو جنت کے چھل کھاتے ہیں اور جنت کی نہروں کا پانی پیتے ہیں۔ جنتیوں کا دل جس پرندے کے کھانے کو چاہے گا وہ اسکے سامنے آجائے گا وہ جتنا چاہے گا جس پہلو کا کوشت پسند کرے گا کھانے گا پر وہ پرندہ ازا جائے گا اور جیسا تھا ویسا ہی ہو جائے گا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں جنت کے جس پرندے کو تو چاہے گا وہ بھنا بھنا یا تیر سامنے آجائے گا۔

وَحُورٌ عِينٌ (۲۲)

اور گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔

كَأْمَالُ الْؤْلُوْلِ الْمَكْلُونِ (۲۳)

جو اچھو تے موئیوں کی طرح ہیں۔

یہ حوریں ایسی ہوں گی جیسے تروتازہ سفید صاف موٹی ہوں جیسے سورہ صافیت میں ہے کاہنہ بیض مکون۔ سورہ رحمن میں بھی یہ وصف مع تغیر گز رپکا ہے۔

جَزَاءَ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۲۴)

یہ صدھے ان کے اعمال کا۔

یہ لگے نیک اعمال کا صدھا اور بدالہ ہے یعنی یہ تھے ان کی حسن کا رگزاری کا انعام ہے۔

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لُغُواً وَكَا تَأْثِيمًا (۲۵)

نہ وہاں بکواس سٹیں گے اور نہ گناہ کی بات۔

یہ جنت میں لغو بے ہودہ بے معنی خلاف طبع کوئی کلمہ بھی نہ سٹیں گے۔ خارات اور برائی کا ایک لفظ بھی کان میں نہ پڑے گا۔
جیسے اور آیت میں ہے:

لَا تَسْمَعُ فِيهَا لُغَيَّةً (۸۸:۱۱)

نشول کلامی سے ان کے کان محفوظ نہیں گئے نہ کوئی تفعیل کلام کان میں پڑے گا۔

إِلَى قِيلَّا سَلَامًا سَلَامًا (۲۶)

صرف سلام ہی سلام کی ۲ واژہ ہو گی۔

ہاں صرف سلامتی بھرے سلام کے کلمات ایک دوسروں کو کہیں گے جیسے اور جگہ ارشاد فرمایا:

تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ (۱۴:۲۳)

ان کا تحیۃ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا ہو گا۔

انکی بات چیت لغویت اور گناہ سے پاک ہو گی۔

نیکوں کا حال:

وَاصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ (۲۷)

اور وابنے ہاتھو والے، کیا ہی اچھے ہیں وابنے ہاتھو والے

سابقین کا حال بیان کر کے اب اللہ تعالیٰ ابرار کا حال بیان فرماتا ہے جو سابقین سے کم مرتب ہیں۔

فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ (۲۸)

وہ کائنتوں بغیر کی بھریوں،

یہ ان جنتوں میں ہیں جہاں بیرونی کے درخت ہیں لیکن کائنتوں دار نہیں۔ اور پھل بکثرت اور بہترین ہیں۔

دنیا میں بیرونی کے درخت زیادہ کائنتوں والے اور کم پھلوں والے ہوتے ہیں۔ جنت کے یہ درخت زیادہ پھلوں والے اور بالکل بے خار ہوں گے۔ پھلوں کے ہوجھ سے درخت کے تنے بھکتے جاتے ہوں گے۔

جنت کے درخت:

حافظ ابو بکر احمد بن بخاری ایک روایت بیان کی ہے کہ صحابہؓ کہتے ہیں کہ اعرابوں کا حضورؐ کے سامنے آنا اور آپؐ سے مسائل پوچھنا ہمیں بہت لفظ دیتا تھا، ایک مرتبہ ایک اعرابی نے اکر کہا یا رسول اللہ! قرآن میں ایک ایسے درخت کا بھی ذکر ہے جو ایسا درخت ہے۔ آپؐ نے پوچھا وہ کون سا؟ اس نے کہا یہی کا درخت۔

آپؐ نے فرمایا تو نے اس کے ساتھی لفظ **مخضود** نہیں پڑھا؟

إِنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ مَكَانًا كُلَّ شَوْكَةٍ مِنْهَا ثَمَرَةً، مِثْلَ حُصُنَةَ التَّيْسِ الْمَلْبُودِ، فِيهَا سَبْعُونَ لَوْنًا مِنَ الطَّعَامِ، لَا يُشْبِهُ لَوْنَ أَخْرَى

اس کے کائنے اللہ تعالیٰ نے دو کرویے ہیں۔ اور ان کے بدے پھل پیدا کرویے ہیں۔ ہر ہر یہی میں بہتر قسم کے ذاتے ہوں گے جن کا رنگ و مزہ مختلف ہو گا۔

یہ روایت دوسری کتابوں میں بھی مردی ہے اس میں میں لفظ **طلح** کا ہے اور سترہ آنکھوں کا بیان ہے۔

وَطَلْحٌ مَّنْضُودٍ (۲۹)

اور تہ بند کیلوں،

طلح ایک بڑا درخت ہے جو جازکی سر زمین میں ہوتا ہے یہ کافٹ وار درخت ہے اس میں کائنے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ **مخضود** کے معنی تہ بند پھل والا پھل سے لدا ہوا۔

ان دونوں کا ذکر اس لیے ہوا کہ عرب ان درختوں کی گہری اور بیٹھی چھاؤں کو پسند کرتے تھے یہ درخت بظاہر دنیوی درخت جیسا ہو گا لیکن جائے کائنوں کے اس میں شیریں پھل ہوں گے۔

جو ہری فرماتے ہیں **طلح** کہتے ہیں اور **طلح** بھی حضرت علیؓ سے بھی یہ مردی ہے۔

تو ممکن ہے کہ یہ بھی یہی ہی کی صفت ہو یعنی وہ ہیریاں بے خار اور بکثرت پھل دار ہیں و اللہ اعلم۔

اور حضرات نے **طلح** سے مراو کیلئے کا درخت کہا ہے۔

وَظِيلٌ مَّمْدُودٍ (۳۰)

اور لمبے لمبے سایوں

لمبے لمبے سایوں میں یہ ہوں گے۔

صحیح بخاری میں ہے رسول مقبول فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي الْحَلَةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظَلِّهَا مائِةً عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا، اقْرَوْ وَإِنْ شِئْتُمْ:

وَظِيلٌ مَّمْدُودٍ

جنت کے درخت کے سائے تک تیز سوار سو سال تک چلتا رہنے کا لیکن سایہ شتم نہ ہوگا اگر تم چاہو اس آہت کو پڑھو۔
مسلم میں بھی یہ روایت موجود ہے اور منداحمد میں بھی۔ ابن حبیر اور ترمذی میں بھی یہ حدیث ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے جب یہ روایت بیان کی اور حضرت کعبؓ کے کافوں تک پہنچی تو آپ نے فرمایا:
اس اللہ کی قسم جس نے تورات حضرت موسیٰ پر اور قرآن حضرت محمد پر اشارا کر اگر کوئی شخص فوجوان اونچی پر سوار ہو کر اس وقت تک چلتا رہے جب تک وہ بڑھا ہو کر گر جائے تو بھی اسکی انجما کو نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھ سے بویا ہے اور خود آپ اس میں اپنے پاس کی روح پھوکی ہے۔ اس کی شاخیں جنت کی دیواروں سے باہر نکلی ہوتی ہیں۔ جنت کی تمام نہریں اس درخت کی جڑ سے نکلتی ہیں۔

یہ سایہ کتنا ہی نہیں نہ سورج ۲ نے نہ گرمی ستائے نہ فجر کے طلوع ہونے سے پیشتر کا ماں ہر وقت اس کے نیچے رہتا ہے۔
ابن مسعود فرماتے ہیں:

جنت میں بہیشہ وقت رہے گا جو صحیح صادق کے بعد سے لے کر ۲ قتاب کے طلوں ہونے کے درمیان درمیان رہتا ہے۔

وَمَاءٌ مَسْكُوبٌ (۳۱)

اور بستے ہوئے پائیوں،

پانی ہو گا بہتا ہو اگر نہروں کے گڑھے اور کھدی ہوتی زمین نہ ہوگی۔

وَفَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ (۳۲)

اور بکثرت پھاؤں،

لَا مَفْطُوعَةٌ وَلَا مَمْنُوعَةٌ (۳۳)

جو نہ ختم ہوں نہ روک لیے جائیں،

ان کے پاس بکثرت طرح طرح کے لذیذ میوے ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھنے نہ کسی کان نے سنبھال پر انکا وہم و خیال گزرا جیسے اور آہت میں ہے:

لَمَّا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَزَقْنَاهُمْ فَأَلَوْا هَذَا الَّذِي رُزَقْنَا مِنْ قَبْلٍ وَأَنْوَا بِهِ مُتَشَبِّهًأً (۲:۲۵)

جب وہاں سچلوں سے روزی دیے جائیں گے تو کہیں گے کہ یہ تو ہمیں پہلے بھی دیے گئے تھے کیونکہ بالکل ہم تھمل ہوں گے۔ لیکن جب کھائیں گے تو ذائقہ اور ہی پائیں گے۔

بخاری و مسلم میں سدرۃ المنافقی کے ذکر میں ہے:

فَإِذَا وَرَقَهَا كَذَانُ الْفِيلَةِ، وَتَنَفَّهَا مِثْلُ قَلَالٍ هَجَرَ

اس کے پیشے مثل باتی کے کافوں کے ہوں گے اور پھل مثل بھر کے بڑے بڑے منکوں کے ہوں گے۔ ابویعلیٰ میں ہے کہ ظہر کی فرض نماز پڑھاتے ہوئے حضور ﷺ کے بڑھ گئے اور ہم بھی۔ پھر آپؐ نے کویا کوئی چیز لینی چاہی۔ پھر پیچھے ہٹ آئیے۔ نماز سے فرغ ہو کر حضرت ابی بن کعبؓ نے پوچھا کہ حضور! آج تو آپؐ نے ایسی بات کی جو اس سے پہلے کبھی نہیں کی تھی۔ آپؐ نے فرمایا:

إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَوَّلْتُ مِنْهَا عُنْفُودًا، وَلَوْ أَخْذَتُهُ لَأَكْلَمْتُ مِنْهُ مَا بَقِيَّتُ الدُّنْيَا

میرے سامنے جنت لائی گئی اور جو اس میں تروتازگی اور سبزی ہے میں نے اس میں سے ایک انگور کا خوش تو زنا چاہاتا کہ لا کر تمہیں دوس پس میرے اور اسکے درمیان پرده حائل کر دیا گیا، اور اگر میں اسے تمہارے پاس لے آتا تو زمین و آسمان کے درمیان کی کل خلوق اسے کھاتی رہتی تاہم اس میں ذرا سی بھی کی نہ آتی۔

اسی کے مثل حضرت جابرؓ سے صحیح مسلم میں بھی مردی ہے۔

وَفُرْشٌ مَرْفُوعَةٌ (۳۴)

اور او نچے او نچے فرشوں میں ہوں گے۔

ان کے فرش بلند و بالازم اور گدگدے راحت و آرام دینے والے ہوں گے۔

اس کے بعد ضمیر لائے جس کا مرچ پبلے مذکور نہیں اس لیے کہ قرینہ موجود ہے۔ بستر کا ذکر آیا ہے جس پر جنتیوں کی بیدیاں ہوں گی۔ پس اسکی طرف ضمیر پھر دی۔ جیسے حضرت سليمان کے ذکر میں **سوارت** کا لفظ آیا ہے۔ جس کا لفظ اس سے پہلے نہیں پس قرینہ کافی ہے۔ لیکن ابو عبیدہ کہتے ہیں پبلے مذکور ہو چکا ہے **وحور عین**۔

جنت کی حوریں:

إِنَّ اَنْشَانَاهُنَّ اِنْشَاءً (۳۵)

ہم نے ان کی بیویوں کو خاص طور پر بنایا ہے،

فَجَعْلَنَاهُنَّ اَبْكَارًا (۳۶)

اور ہم تے انہیں کنواریاں کر دی ہیں،

پس فرماتا ہے کہ ہم نے اگئی بیویوں کوئی پیدائش میں پیدا کیا ہے اس کے بعد کہ وہ بالکل پھنس ہو جیا تھیں ہم نے انہیں نو عمر کنواریاں کر کے ایک خاص پیدائش میں پیدا کیا۔ وہ بوجہ اپنی طراوت و ملاحت کے حسن صورت اور جسامت کے خوش خلقی کی اور حلاوت کے اپنے خاوندوں کی بڑی پیاریاں ہیں۔

عُرُبًا أَثْرَابًا (۳۷)

وَهُجُوبٌ اُورَهَمٌ عَرَبٌ،

لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ (۳۸)

دَائِنِينَ هَا تَهْوَالُوا لِيَ بِيَنِ،

بعض کہتے ہیں عربا کہتے ہیں نازوکر شد والیوں کو۔

حدیث میں ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں بڑھیا تھیں اور اب جنت میں گئی ہیں تو انہیں نو عمر کر دیا ہے۔

ابن عباس عربا کی تفسیر میں فرماتے ہیں یا اپنے خاوندوں کی محبوب ہوں گئی یا اپنے خاوندوں کی عاشق اور خاوندان کے عاشق۔
نکر مدد سے مردی ہے کہ اس کا معنی نازوکر شد والی ہے یا اور سند سے مردی ہے نزاکت والی۔

تمیم بن حذلم کہتے ہیں عربا اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے خاوند کا دل مٹھی میں رکھے۔

زید بن اسلم سے مردی ہے کہ مراد ہے خوش کلام ہے اپنی باتوں سے اپنے خاوندوں کا دل مودہ لیتی ہیں۔ جب کچھ بولیں
یہ معلوم ہوتا ہے کہ پھول جھرتے ہیں اور فور برستا ہے۔

اور معنی ہیں کہ خاوند کی اور انکی طبیعت خلق بالکل یکساں ہے جس سے وہ خوش یہ خوش جوا سے ناپسند اے بھی ناپسند۔
اور روایت میں ہے کہ خواہ یہ عورتیں کنواری تھیں یا شیخہ تھیں اللہ ان سب کو ایسا کر دے گا۔

ایک بڑھیا عورت رسول مقبولؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتی ہیں کہ یا رسول اللہ امیر لے دعا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے
جنت میں داخل کرو۔ آپ نے فرمایا۔ ام فلاں اجنت میں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی۔ وہ روتی ہوئی واپس لوگوں تو
آپ نے فرمایا جاؤ انہیں سمجھا دو۔ مطلب یہ ہے کہ جب وہ جنت میں جائیں گے بڑھیا نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم
انہیں نبی پیغمبر اکش میں پیدا کریں گے پھر باکرہ کرویں گے۔ شامل ترمذی

طرانی میں ہے حضرت امام سلمہ فرماتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ احور عین کی خبر مجھے دیجئے۔ آپ نے فرمایا:
کوئے رنگ کی ہیں بڑی بڑی آنکھوں والی ہیں جنت سیاہ اور بڑے بڑے بالوں والی ہیں۔

میں نے کہا لتو لتو المکون کی بابت خبر دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:
انکی صفاتی اور جو تاثر مثل اس موتی کے ہے جو سیپ سے ابھی ابھی انکا ہو جئے کسی کا ہاتھ بھی نہ لگا ہو۔

میں نے کہا حیرات حسان کیا ہے؟ فرمایا:
خوش خلق خوبصورت۔

میں نے کہا یہ مکون سے کیا مراد ہے؟ فرمایا:

اگئی زراکت اور زری اندھے کی اس محلی کے مانند ہوگی جو اندر ہوتی ہے۔

میں نے عرب بات اتر ابا کے معنی دریافت کیے فرمایا:

اس سے مراد دنیا کی مسلمان جنتی عورتیں ہیں جو باکل بڑھیا پھونس تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نئے سرے سے پیدا کیا اور کنواریاں اور خاوندوں کی چیتیاں اور خاوندوں سے عشق رکھنے والیاں اور تم عمر بنا دیا۔

میں نے پوچھا یا رسول اللہ! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حور عین؟ فرمایا: دنیا کی عورتیں حور عین سے بہت افضل ہیں۔ جیسے استر سے ابرا بہتر ہوتا ہے۔

میں نے کہا اس افضلیت کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا:

نمازیں روزے اور اللہ تعالیٰ کی عبادتیں۔ اللہ نے ان کے چہرے نور سے ان کے جسم ریشم سے سوار دیتے ہیں۔ سفید ریشم اور سبز ریشم اور زرد ریشم اور زر و نہر۔ زیور بخود ان موتو کے لکنگھیاں سونے کی کبھی رہیں گی:

ہم بیٹھ رہنے والی ہیں کبھی مریں گی نہیں۔ ہم نماز اور رحمت والیاں ہیں کہ کبھی مغلس اور بے نعمت نہ ہوں گی۔ ہم اقامت کرنے والیاں ہیں کہ کبھی سفر میں نہ جائیں گی۔ ہم اپنے خاوندوں سے خوش رہنے والیاں ہیں کہ کبھی روکھیں گی نہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے لیے ہم ہیں اور خوش نصیب ہیں ہم کہ ان کے لیے ہیں۔

میں نے پوچھا یا رسول اللہ! بعض عورتوں کے دو دو تین تین چار چار خاوند ہو جاتے ہیں اس کے بعد اسے موت آتی ہے۔ مرنے کے بعد اگر یہ جنت میں گئی اور اس کے سب خاوند بھی گئے تو یہ کے ملے گی؟ ۲۴ پ نے فرمایا:

اسے اختیار دیا جائے گا کہ جس کے ساتھ چاہے رہے چنانچہ یہ ان میں سے اسے پسند کرے گی جو اس کے ساتھ بہترین برداشت کرتا ہا ہو۔ اللہ تعالیٰ سے کہیے گئی کہ پروردگار ایہ مجھ سے بہت اچھی بودو باش رکھتا تھا اسی کے نکاح میں مجھے دے۔ اے ام سلمہ! حسن خلق دنیا اور آخرت کی بھلانجیوں کو لیے ہوئے ہے۔

صور کی مشہور مطہول حدیث میں ہے کہ رسول اللہ تمام مسلمانوں کو جنت میں لے جانے کی سفارش کریں گے جس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے ۲۴ پ کی شفاقت قبول کی اور ۲۴ پ کو انہیں جنت میں پہنچانے کی اجازت دی۔

۲۴ پ فرماتے ہیں پھر میں انہیں جنت میں لے جاؤں گا اللہ کی قسم جس قدر اپنے گھر بار اور اپنی بیویوں سے واقف ہو اس سے بہت زیادہ اہل جنت اپنے گھروں اور بیویوں سے واقف ہوں گے پس ایک ایک جنتی کی بہتر بہتر بیویاں ہوں گی۔ جو اللہ کی بنا تھی ہوئی ہیں اور دو دو بیویاں عورتوں میں سے ہوں گی کہ انہیں بچہ اپنی عبادت کے ان سب عورتوں پر فضیلت حاصل ہوگی۔

جنتی ان میں ہر ایک کے پاس جائے گا یہ اس بالاخانے میں ہوگی جو یا قوت کا بنا ہوا ہو گا اس پلک پر ہوگی جو سونے کے تاروں سے بنا ہوا ہو گا اور جزاً اور جزاً ہوا ہو گا۔ ستز جوڑے پہنچنے ہوئے ہو گی جو سب ہار ایک اور سبز چمکیلے خالص ریشم کے ہوں گے۔

یہ یوں اس قدر ناک نورانی ہو گئی کہ اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر سینے کی طرف سے دیکھنے کا توصاف نظر آجائے گا۔ کپڑے گوشت ہڈی کوئی چیز روک نہ ہو گی۔ اس قدر اس کا پعدا صاف اور آئینہ نما ہو گا جس طرح مردار یہ میں سوراخ کے ذوراً اول دیں تو وہ ذوراً باہر سے نظر آتا ہے اسی طرح اس کی پنڈلی کا گودا نظر آتے گا۔ ایسا ہی نورانی بدن اس بھتی کا بھی ہو گا۔

الغرض یہ اسکا آئینہ ہو گی اور وہ اسکا۔ یہ اس کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول ہو گا نہ پر تھکے نہ وہ نہ اس کا دل بھرے نہ اسکا۔ جب کبھی نزدیکی کرنے گا تو کنواری پائے گا نہ اس کا عضوست ہونا سے گران گزرے مگر خاص پالی وہاں نہ ہو گا جس سے گھن آتے۔ یہ یوں ہی مشغول ہو گا جو کان میں ندا آتے گی کہ یہ تو ہمیں خوب معلوم ہے کہ نہ ۲۰ پ کا دل ان سے بھرے گا نہ ان کا ۲۰ پ سے مگر ۲۰ پ کی دوسری یہوی بھی ہیں۔ اب یہ بیہاں سے باہر آتے گا اور ایک ایک کے پاس جائے گا جس کے پاس جائے گا اسے دیکھ کر بے ساختہ اس کے من سے نکل جائے گا کہ رب کی تم تھے سے بہتر جنت میں کوئی چیز نہیں نہ میری محبت کسی سے تھے سے زیادہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہؐ سے پوچھتے ہیں کیا جنت میں جلتی لوگ جماعت بھتی کریں گے؟ ۲۰ پ نے فرمایا:
ہاں قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خوب اچھی طرح بہترین طریق پر۔ جب الگ ہو گا وہ اسی وقت پھر پاک صاف اچھوتی پا کرہ ہن جائے گی۔

حضور مگر مانتے ہیں مومن کو جنت میں اتنی عورتوں کے پاس جانے کی قوت عطا کی جائے گی۔

حضرت انسؓ نے پوچھا حضورؐ کیا اتنی طاقت رکھے گا؟ ۲۰ پ نے فرمایا:
ایک سو ۳۰ دمیوں کے برابر سے قوت ملے گی۔

طبرانی کی حدیث میں ہے ایک ایک سو کنوار یوں کے پاس ایک ایک دن میں ہو آتے گا۔

ابن ابی حاتم میں ہے حضورؐ اپنے اصحابؓ سے فرمایا میرے سامنے انہیاں مع اپنے تابع دار اہلیں کے چیل ہوئے۔ بعض نبی کے گزرنے کے وقت ساتھ ایک جماعت ہوتی تھی اور بعض کے ساتھ صرف تین ۲۰ دی اور بعض کے ساتھ ایک بھتی نہ تھا۔ بیہاں تک کہ حضرت موسیٰ گزرے جو بنی اسرائیل کی ایک بڑی جماعت ساتھ لیے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا ہے پروردگار یہ کون ہیں؟

قال: هَذَا أَخْوَكَ مُوسَى بْنُ عُمَرَانَ وَمَنْ ثَبَعَهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
جواب ملایم تھمارے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں اور انکے ساتھ اگلی تابع داری کرنے والی امت ہے۔

فَلَتُ: رَبَّ فَأَيْنَ أَمْتَيْ؟ قَالَ: اُنْظِرْ عَنْ يَمِينِكَ فِي الظَّرَابِ فَإِذَا وُجُوهُ الرِّجَالِ

فَلَتُ: قَدْ رَضِيَتِ رَبَّ قَالَ: أَرَضِيَتِ؟

میں نے پوچھا اللہ پھر میری امت کہاں ہے؟

فرمایا اپنی جانب یچھے کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا تو بہت بڑی جماعت نظر آتی۔

پھر مجھ سے پوچھا کہ وہ تو خوش ہو؟ میں نے کہا ہاں اے اللہ میں خوش ہوں۔

اُنْظِرْ إِلَى الْفُقْرَعْ عَنْ يَسَارِكَ، فَإِذَا وُجُوْهُ الرِّجَالَ أَرَضَيْتَ؟

فَلَتْ: قَدْ رَضَيْتُ رَبَّ

مجھے سے پھر فرمایا اپنی دائیں جانب کناروں کی طرف دیکھو۔

میں نے دیکھا توہاں بے شمار لوگ تھے پھر مجھے سے پوچھا اب تو راضی ہو گئے؟

میں نے کہا اس میرے رب میں راضی ہوں۔

فَإِنَّ مَعَ هُؤُلَاءِ سَبْعِينَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

الله تعالیٰ نے فرمایا اور سنوا کے ساتھ ستر ہزار اور لوگ ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

یہ سن کر حضرت عکاشؓ کھڑے ہو گئے یہ قبیلہ بنی اسد سے محسن کے لوا کے تھے۔ بدرا کی لاانی میں موجود تھے۔ عرض کیا یا

رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی انہیں میں سے کرے۔ آپؐ نے دعا کی۔

پھر ایک اور شخص کھڑے ہوئے اور کہا نبی اللہ! میرے لیے بھی دعا کیجیے آپؐ نے فرمایا عکاش مجھ پر سبقت کر گئے۔

پھر آپؐ نے فرمایا:

فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ فَدَائِمْ أَبِي وَأُمِّي أَنْ تَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّبْعِينَ فَافْعَلُوا،

وَإِنَّا فَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ الظَّرَابِ،

وَإِنَّا فَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ الْأَقْفَ،

فَإِنَّمَا قَدْ رَأَيْتُ نَاسًا كَثِيرًا قَدْ ثَأَشَبُوا حَوْلَهُ

اوکو! تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں اگر تم سے ہو سکے تو تم ان ستر ہزار میں سے ہو جو بے حساب جنت میں جائیں گے۔

ورنہ کم کم دائیں جانب والوں میں سے ہو جاؤ، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کناروں والوں میں سے ہو جاؤ۔ میں نے اکثر لوگوں

کو دیکھا ہے کہ اپنے حال میں ہی انک جاتے ہیں۔

پھر فرمایا:

إِنَّ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

مجھے امید ہے کہ تمام اہل جنت کی چوتھائی تعداد صرف تمہاری ہی ہوگی۔ پس ہم نے تکمیل کی۔ اسکے بعد حضورؐ نے اسی آیت

ثَلَاثَةُ مِنَ الْوَلِيِّنَ وَثَلَاثَةُ مِنَ الْأَخْرِيِّنَ كَمْ تَلَاقَتْ كُلُّ

پھر حضورؐ نے فرمایا:

بَلْ هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْنُونَ، وَلَا يَسْتَرُفُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ،

وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

یہ ستر ہزار والوں ہیں جو داشت نہیں لگواتے اور جھاڑ پھوک نہیں کرواتے اور فال نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ۔
یہ حدیث بہت سی سندوں سے صحابی روایت سے ہے بہت سی کتابوں میں صحت کے ساتھ مردی ہے ۔

ثَلَةٌ مِّنَ الْأُولَئِينَ (٤٩)

جَمْعٌ غَيْرٌ هُبَّةُ الْكُوُلِّ مِنْ سَعَةِ

وَثَلَةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ (٤٠)

اوْرَبْتُ بِرَبِّي جَمَاعَتٍ بِهِ الْكَوَافِرُ مِنْ سَعَةِ

ابن حجر عسکر میں ہے رسول اللہ نے فرمایا:

اس آیت میں پہلوں پچھلوں سے مراد میری امت کے اگلے پچھلے ہی ہیں ۔

دوزخیوں کی سزا:

وَاصْحَابُ الشَّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشَّمَالِ (٤١)

اوْرَبَ كُمِّيْنَ بِاَتْهَوَالِ كَيْا ہیں بِكُمِّيْنَ بِاَتْهَوَالِ؟

اصحاب بیٹین کا ذکر کرنے کے بعد اصحاب شمال کا ذکر ہو رہا ہے ۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے ان کا کیا حال ہے؟ یہ کس عذاب میں ہیں؟

فِي سَمُومٍ وَ حَمِيمٍ (٤٢)

گُرم ہوا اور گرم پانی میں،

وَظَلَّ مِنْ يَحْمُومٍ (٤٣)

اور سیاہ دھوکیں کے سائے میں،

پھر ان عذابوں کا ذکر فرماتا ہے کہ یہ گرم ہوا کے تھیزروں اور سخونتے ہوئے گرم پانی میں ہیں اور وہویں کے سخت سیاہ سائے میں۔ جیسے اور جگہ ہے:

انطَلَّفُوا إِلَى مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكْدِبُونَ - انطَلَّفُوا إِلَى ظَلَّ ذِي ثَلَاثَ شَعَبٍ -

لَا ظَلِيلٌ وَلَا يُعْنِي مِنَ الْأَهَبِ - إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرِ الْقَافْصَرِ -

كَأَنَّهُ جَمَلَةٌ صُفْرٌ - وَلَمْ يَوْمَنْدِ لِلْمُكَدَّبِينَ (29:77-34)

اس دوزخ کی طرف چلو جسے تم جھلاتے تھے۔ چلو میں شاخوں والے سایہ کی طرف جونے گھنا ہے ناگ کے شعلے سے بچا سکتا ہے۔ وہ دوزخ محل کی اوپھائی کے برابر چکاریاں چھینکتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کویا وہ زردا نہیں ہیں۔ آج تکذیب کرنے والوں کی خرابی ہے۔

لَيَأْرِدُ وَلَا كَرِيمٌ (۴۴)

جونے تھنڈا ہے نہ عزت والا،

اسی طرح یہاں بھی فرمان ہے کہ یہ لوگ جن کے بائیں ہاتھ میں عمل نامدیا گیا ہے یہ خست سیاہ دھوئیں میں ہوں گے جونے جسم کو اچھا لگے نہ آنکھوں کو بھلا معلوم ہو۔

إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُثْرِفِينَ (۴۵)

بے شک یہ لوگ اس سے پہلے بہت نازوں میں پلے ہوئے تھے،

وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيمِ (۴۶)

اور بڑے بڑے گناہوں پر مدامت کرتے تھے

اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ یہ لوگ ان مراویں کے مستحق اس لیے ہوئے کہ دنیا میں جو رہائی تعقیب انہیں ملی تھیں ان میں یہ مت ہو گئے رسولوں کی باتوں کی طرف نظر بھی نہ اٹھائی۔ بدکاریوں میں پڑ گئے اور پھر توبہ کی طرف دلی توجہ بھی نہ رہی۔

حتٰ العظیم سے مراد بقول حضرت ابن عباسؓ فخر و شرک ہے۔ بعض کہتے ہیں جھوٹی قسم ہے۔

وَكَانُوا يَقُولُونَ أَيْدَا مِثْنَا وَكَنَّا ثَرَابًا وَعِظَامًا أَيْنَا لِمَيْعَوْثُونَ (۴۷)

اور کہتے تھے، کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر دوبارہ کھڑے کیے جائیں گے!

أَوْ آبَاوْتَا الْأَوَّلُونَ (۴۸)

اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی؟

یہاں ان کا ایک اور عیب یہاں ہو رہا ہے کہ یہ قیامت کا ہونا حال جانتے تھے اسکی تکذیب کرتے تھے اور عقلی استدلال پیش کرتے تھے کہ مر کر مٹی میں مل کر پھر بھی کہیں کوئی جی سکتا ہے؟

فَلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ (۴۹)

تو کہہ دے کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے،

لِمَجْمُوعَنَ إِلَى مِيقَاتٍ يَوْمٌ مَّعْلُومٌ (۵۰)

البَتَّةِ يَجْعَلُ كَيْهُ جَائِمِينَ گے ایک مقرر دن کے وقت،

انہیں جواب مل رہا ہے کہ کل اولاد آدم قیامت کے دن حقیقتی زندگی میں پیدا ہو کر ایک میدان میں جمع ہوگی۔ ایک بھی وجود انسانہ ہو گا جو دنیا میں آیا ہو اور یہاں نہ ہو۔

جیسے اور جگہ ہے:

ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعَ لَهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ

وَمَا ئَوْخَرُهُ إِلَّا لِأَجْلٍ مَّعْدُودٍ

يَوْمٌ يَأْتِ لَا تَكُلُّ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِّيٌّ وَسَعِيدٌ (103:11-15)

اس دن سب جمع کے جائیں گے یہ حاضر باشی کا دن ہے تمہیں دنیا میں چند روز مہلت ہے قیامت کے دن کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بھی بلا سکے۔ انسان دو قسم پر تقسیم کرو دیے جائیں گے نیک الگ و بد عالمہ۔

وقت قیامت محدود اور مقرر ہے کہی زیادتی تقدیر ہم تا خیر اس میں بالکل نہ ہوگی۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَدِّبُونَ (۵۱)

پھر تم اے گمراہ اور جھٹانے والو،

لَاكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُومٍ (۵۲)

البَتَّةِ كَحَانَےِ وَالَّتِي هُوَ دُرْخَتٌ تَحْوِرُ كَاهِ،

فَمَالِوُونَ مِنْهَا الْبُطْوَنَ (۵۳)

اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو،

فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ (۵۴)

پھر اس پر گرم کھوتا یا تی پینے والے ہو،

پھر تم اے گمراہ اور جھٹانے والو! زقوم کے درخت کھلائے جاؤ گے انہیں سے پیٹ بھول کر دے کیونکہ جزا وہ تمہارے حلق میں ٹھونسا جائے گا؛ پھر اس پر کھوتا ہو اگر مپانی تمہیں پینا پڑے۔ گا اور وہ بھی اس طرح جیسے پیاسا اونٹ پی رہا ہو۔

فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهَمِيمِ (۵۵)

پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح،

الہم سخت پیاس والے اونٹ کو کہتے ہیں جسے پیاس کی بیماری ہوتی ہے۔ پانی چوٹا سارہ تھا ہے لیکن سیرابی نہیں ہوتی اور نہ اس بیماری سے اونٹ جامبر ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ جسمی جبراً سخت گرم پانی پلانے جائیں گے جو خود ایک بدترین عذاب ہو گا بھلا اس سے پیاس کیا رکتی؟ حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں کہ ایک ہی سانس میں پانی پینا یہ بھی پیاس والے اونٹ کا ساپنا ہے اس لیے کروہ ہے۔

هَذَا نُزْلُهُمْ يَوْمُ الدِّينِ (۵۶)

قیامت کے دن انکی مہماں یہ ہے۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے مجرموں کی ضیافت آج جزا کے دن سمجھی ہے جیسے مقین کے پارے میں اور جگہ ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ ءامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلَحَاتِ كَانُتْ لَهُمْ جَنَّتُ الْفَرْنَصُونَ نُزُلًا (۱۸:۱۰۷)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی انجھکے کئے یقیناً ان کے لیے جنت الفردوس کی مہماں ہے۔

انسان کی پیدائش اللہ کی قدرت ہے:

الله تعالیٰ قیامت کر مکررین کو لا جواب کرنے کے لیے قیامت کے قائم ہونے کی اور لوگوں کے دوبارہ جی اٹھنے کی دلیل دے رہا ہے۔

نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا ثُصَدَّقُونَ (۵۷)

ہمیں نے تم سب کو پیدا کیا ہے پھر تم کیوں باور نہیں کرتے؟

فرماتا ہے کہ جب ہم نے پہلی مرتبہ جب کتم پکھا دئے تھے تمہیں پیدا کر دیا تو اب فنا ہونے کے بعد جب کہ پکھا نہ پکھا تو تم رہو گے ہی، تمہیں دوبارہ پیدا کرنا ہم پر کیا گراس ہو گا؟ جب ابتدائی اور پہلی پیدائش کو مانتے ہو تو پھر دوسرا مرتبہ کے پیدا ہونے سے کیوں انکار کرتے ہو؟

أَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ (۵۸)

اچھا پھر یہ تو بتاؤ کہ جو پانی تم پکاتے ہو،

أَنَّمُّ تَخْلُفُونَ أُمْ نَحْنُ الْخَالِفُونَ (۵۹)

کیا اس کا انسان تم بناتے ہو یا پیدا کرنے والے ہمیں ہیں،

ویکھو انسان کے خاص پانی کے قطرے تو عورت کے چچے دن میں بھی جاتے ہیں اتنا کام تو تمہارا تھا لیکن اب ان قطروں کو بصورت انسان پیدا کرنا یہ کس کا کام ہے؟ ظاہر ہے کہ تمہارا اس میں کوئی دل نہیں کوئی ہاتھ نہیں کوئی قدرت نہیں کوئی تدبیر نہیں۔

نَحْنُ قَدَرْتَا بِيَنْكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ (٦٠)

ہمیں نے تم میں موت کو متین کر دیا ہے اور ہم اس سے ہمارے ہوئے نہیں ہیں،

عَلَى أَنْ تُبَدِّلَ أَمْتَالُكُمْ وَتُنْشِنُكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ (٦١)

کہ تمہاری جگہ تو تم جیسے اور پیدا کردیں اور تمہیں مجھ سے سرے سے اس عالم میں پیدا کریں جس سے تم بالکل بے خبر ہو،

پیدا کرنا یہ صفت صرف خالق کل اللہ کی ہے۔ پھر یہیک اسی طرح مارڈا نے پر بھی وہی قادر ہے کل ۲ ماں وزین والوں کی موت کا منصرف بھی اللہ ہی ہے بھلا اتنی بڑی قدر توں کامالک کیا یہ نہیں کر سکتا کہ قیامت کے دن تمہاری پیدائش میں تبدیلی کر کے جس صفت اور جس حال میں چاہے تمہیں از سر نو پیدا کر دے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُ النَّسَاءَ الْأُولَى فَلُولًا تَذَكَّرُونَ (٦٢)

تمہیں یقینی طور پر پہلی دفعہ کی پیدائش تو معلوم ہی ہے پھر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے؟

پس جب کہ جانتے ہو ماننے ہو کہ ابتدائے ۲۴ فرمیش اسی نے کی ہے اور عقل باور کرتی ہے کہ پہلی پیدائش دوسری پیدائش سے مشکل ہے پھر دوسری پیدائش کا انکار کیوں کرتے ہو؟ یہی اور جگہ ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَنْدَدُ الْخَلَقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ (٣٥:٢٧)

اللہ ہی نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے اور وہی دوبارہ دوبارے گا اور یہ اس پر بہت ہی آسان ہے۔

سورہ قیام میں ہے:

**أَوَلَمْ يَرَ إِنْسَنٌ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ
وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْفَهُ قَالَ مَنْ يُحِبُّ الْعَظَمَ وَهِيَ رَمِيمٌ
فَلَنْ يُحِبِّهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ (٧٩:٣٦-٧٧)**

ہم انسان کو نطفے سے پیدا کرتے ہیں پھر وہ جنت بازیاں کرنے لگتا ہے اور ہمارے سامنے مثالیں بیان کرنے لگتا ہے اور کہتا پھرتا ہے ان بوسیدہ گلی سڑی ہدیوں کو کون زندہ کرے گا؟

تم اے نبی! ہماری طرف سے جواب دو کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلے پہل پیدا کیا ہے وہ ہر پیدائش کا علم رکھنے والا ہے۔

سورہ قیام میں فرمایا:

أَيَحْسَبُ إِنْسَنٌ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى -

أَلْمْ يَأْكُلُ نُطْفَةٌ مِّنْ مَنِيٍّ يُمْنَى - ثُمَّ كَانَ عَلَفَةٌ فَخَلَقَ فَسَوَى -

فَجَعَلَ مِثْلَ الزَّوْجَيْنِ الدَّكَرَ وَالْأَنْثَى -

أَلِيُّسْ ذَلِكَ بِقَدْرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى (٤٠-٧٥:٣٦)

کیا انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ اسے یونہی آوارہ چھوڑ دیا جائے گا؟

کیا یہ ایک غلیظ پانی کے نفع کی تھکل میں تھا پھر خون کے لمحزے کی صورت میں نمایاں ہوا تھا، پھر اللہ تعالیٰ

نے اسے پیدا کیا اور سوت کیا، مرد و خورست ہتھا یا۔

کیا ایسا اللہ مژدوں کے زندہ کرنے پر قادر نہیں؟

چھلوں کی پیدائش اللہ کی قدرت ہے :

أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ (٦٣)

اچھا پھر یہ بھی بتلاو کہ تم جو سچھ بلوتے ہو،

أَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْزَّارِعُونَ (٦٤)

اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟

ارشاد باری ہے کہ تم جو کھیتیاں بوتتے ہو زمین کھو کر بیخِ ذاتے ہو پھر ان یہوں کو اگانا بھی کیا تمہارے بس میں ہے؟ نہیں
نہیں بلکہ انہیں اگانا انہیں پھل پھول دینا ہمارا کام ہے۔

اہن جزو میں ہے حضور نے فرمایا:

لَا تَقُولُنَّ زَرَعْتُ وَلَكِنْ قُلْ: حَرَثْتَ

زَرَعْتَ نَهْ كَهَا كَرْ وَ بَلْكَ حَرَثْتَ كَهَا كَرْ يَعنِي يُوسْ كَهُو مِنْ نَهْ بُوْيَا يُوسْ نَهْ كَهُوكَ مِنْ نَهْ اَگَايَا۔

حضرت ابو ہریرہ نے یہ حدیث سن کر پھر اسی آیت کی تلاوت کی۔

امام حجر دریؒ ان آئیوں کے ایسے سوال کے موقعوں کو جب پڑھتے تو کہتے بل انت باریؒ ہم نے نہیں بلکہ اے ہمارے
پر درود کار تو نے ہی۔

لَوْ نَشَاء لَجَعَلَنَا حُطَاماً فَظَلَلَنَّمْ تَفَكَّهُونَ (٦٥)

اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کروں ایں اور تم حیرت کے ساتھ با تہیں ہناتے ہی رہ جاؤ۔

إِنَّا لِمُغْرَمُونَ (٦٦)

کہ ہم پر تو تاو ان ہی پڑے گا،

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ (٦٧) بِلَّهُ هُمْ بِالْكُلِّ نَاصِيبُهُمْ رَهْجُونَ۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا کرنے کے بعد بھی ہماری مہربانی ہے کہ ہم اسے بڑھائیں اور پاکیں ورنہ ہمیں قدرت ہے کہ سکھاویں اور مغلبوط ہوئے دیں بر باد کر دیں اور بے نشان بناویں اور تم تھا ملتے اور باقیں بناتے ہی رہ جاؤ کہ ہائے ہم پر آفت آگئی ہائے ہماری تواصل بھی ماری گئی بڑا نقصان ہو گیا، لفظ ایک طرف پنجی بھی غارت ہو گئی۔

غم ورخ سے نہ جانے کیا کیا بحث بحث کی بولیاں بولنے لگ جاؤ کبھی کہو کاش کہ اب کی مرتبہ ہوتے ہی نہیں، کاش کر یوں کرتے وہ کرتے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مطلب ہو کہ اس وقت تم اپنے گناہوں پر نادم ہو جاؤ۔

تفکہ کا لفظ اپنے میں دونوں معنے رکھتا ہے لفظ کے اوغم کے۔

پانی اللہ کی نعمت ہے:

أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ (٦٨)

اچھا یہ بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو،

أَنْثُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزَلُونَ (٦٩)

اسے بادول سے سمجھی تم اتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں؟

لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَا أَجَاجًا فَلَوْلَا شَنْكُرُونَ (٧٠)

اگر ہماری نشا ہو تو ہم اسے کڑواز ہر کر دیں پھر تم ہماری شکرگزاری کیوں خیس کرتے؟

الله تعالیٰ اپنی پانی جیسی اعلیٰ نعمت کا ذکر کرتا ہے کہ دیکھو اس کا برسانا بھی میرے قبیلے میں ہے کوئی ہے جو اسے بادول سے اتارتائے؟ اور جب اتر آیا پھر بھی اس میں منہاس کڑواز پیدا کرنے پر مجھے قدرت ہے۔ یہ میختا پانی میٹھے بخاۓ میں نے جھیس دیا جس سے تم نہیں دھو دھو کر چڑھے صاف کرو کھیتیوں اور باغوں کو سیراب کرو جانوروں کو پلاو پھر کیا جھیس دیں یہی چاہیے کہ میرا شکر بھی ادا نہ کرو۔

من بادول کو کہتے ہیں۔

جناب رسول پانی پی کر فرمایا کرتے:

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں میختا اور عمدہ پانی اپنی رحمت سے پلایا اور ہمارے گناہوں کے باعث اسے کھاری اور کڑوانہ بنادیا۔

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي ثُورُونَ (٧١)

اچھا ذرا یہ بھی بتاؤ کہ جو آگ تم لگاتے ہو،

اَنْتُمْ اَنْشَائِنْ شَجَرَتَهَا اُمْ تَحْنُ الْمُنْشَوْنَ (۷۲)

اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں؟

عرب میں دو درخت ہوتے ہیں مرخ اور عفار انکی بہر شانیں جب ایک دوسرا سے رگڑی جائیں تو ۲۱ گلکتی ہے۔ اس نخت کو یاددا کر فرماتا ہے کہ یہ ۲۱ گل جس سے تم پکارتے ہو اور بینکروں فائدے حاصل کر رہے ہو تو تلاوہ اس کی اصل یعنی درخت اس کے پیدا کرنے والے تم ہو یا میں ہوں؟

تَحْنُ جَعْلَنَا هَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِّلْمُفْقَوْنَ (۷۳)

ہم نے اسے سب صحبت کیا ہے اور مسافروں کے فائدے کی چیز بنایا ہے،

اس ۲۱ گل کو ہم نے تذکرہ بنایا ہے یعنی اسے دیکھ کر جہنم کی ۲۱ گل کو یاد کرو اور اس سے بچنے کی راہ لو۔

حضرت قادہؓ کی ایک مرسل حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

إِنَّ نَارَكُمْ هَذِهِ جُزُءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزُءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ،

تمہاری یہ دنیا کی ۲۱ گل دوزخ کی ۲۱ گل کا ستر جہاں حصہ ہے۔

لوگوں نے کہا حضور ایسی بہت کچھ ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

وَضُرُبَتْ بِالْبَحْرِ مَرَّتَيْنِ، وَلَوْلَا ذَلِكَ مَا جَعَلَ اللَّهُ فِيهَا مَنْفَعَةً لِلْأَحَدِ

ہاں پھر یہ ستر جہاں حصہ بھی دو مرتبہ پانی سے بھایا گیا ہے اب یہ اس قابل ہوا ہے کہ تم اس سے نفع اٹھا سکو اور اسکے قریب جا سکو۔

یہ مرسل حدیث مند میں مردی ہے اور بالکل صحیح ہے۔

مُفْقَوْنَ سے مراد مسافر ہیں۔

بعضوں نے کہا ہے جنگل میں رہنے سبنتے والے لوگ مراد ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے ہر بھوکا مراد ہے۔

غرض دراصل ہر وہ شخص مراد ہے جسے ۲۱ گل کی ضرورت ہو اور وہ اس سے فائدہ حاصل کرنے کا محتاج ہو۔ ہر ایم فقیر شہری دیہاتی مسافر مقیم کو اسکی حاجت ہوتی ہے۔ پکانے کے لیے تاپنے کے لیے روشنی کے لیے دنیا۔

پھر اللہ کی اس کریمی کو دیکھیے کہ درختوں میں اور ہے میں اس نے اسے رکھ دیا تاکہ مسافر اپنے ساتھ لے جائے اور ضرورت کے وقت اپنا کام نکال سکے۔

ابوداؤد میں حدیث ہے کہ حضورؐ نے فرمایا تین چیزوں میں تمام مسلمانوں کا برابر کا حصہ ہے ۲۱ گل گھاس اور پانی۔ اہن ماچہ میں ہے یہ تینوں چیزوں روکنے کا کسی کو حق نہیں۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (٧٤)

پس اپنے بہت بڑے خالق (اللہ) کے نام کی تسبیح کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم سب کو چاہیے کہ اس بہت بڑی قدر توں کے مالک اللہ کی ہر وقت پاکیزگی بیان کرتے رہو جس نے ۲۱ جیسی چالاویں والی چیز کو تمہارے لیے نعم دینے والی بنا دیا۔ جس نے پانی کو کھاری اور کڑوانہ کر دیا کہ تم پیاس کے مارے تکلیف اٹھاؤ بلکہ اسے میٹھا صاف شفاف اور مزیدار بنایا۔ دنیا میں رب کی ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ اور اسکا شکر بجا لو تو پھر آخرت میں بھی فائدہ ہی فائدہ ہے ہیں۔

دنیا میں یا گ اس نے تمہارے فائدے کے لیے بنائی ہے اور ساتھ ہی اس لیے کہ آخرت کی ۲۱ گ کا بھی تم اندازہ کر سکو اور اس سے بچنے کے لیے اللہ کے فرمانبردار بن جاؤ۔

ستاروں کے طلوع کی قسم:

فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ (٧٥)

پس میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گرنے کی،

بھروسہ فرماتے ہیں یہ قسمیں ہیں اور ان چیزوں کی عظمت کا ظہار بھی ہے۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہاں پر لا زائد ہے اور اللہ لفقرآن جواب قسم ہے۔

اور لوگ کہتے ہیں لا کو زائد بتلانے کی کوئی وجہ نہیں۔ کلام عرب کے دستور کے مطابق وہ قسم کے شروع میں آتا ہے جب کہ جس چیز پر قسم کھائی جائے وہ مغلی ہو جیسے حضرت عائشہؓ کے اس قول میں کہ لا وَاللهِ مَا مَسَتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَمَرَّةً قَطْ (اللہ کی قسم ضمور نے اپنے ہاتھ کسی سورت کے ہاتھ سے لگایا ہیں) یعنی بیت میں عورتوں سے مصافو نہیں کیا۔

اسی طرح یہاں بھی لا قسم کے شروع میں مطابق قاعدة ہے نہ کہ زائد۔

تو کلام کا مقصود یہ ہے کہ تمہارے جو خیالات قرآن کریم کی نسبت ہیں کہ یہ جادو ہے یا کہانت غلط ہیں۔ بلکہ یہ پاک کتاب کلام اللہ ہے۔

بعض عرب کہتے ہیں کہ لا سے ان کے کلام کا انکار ہے پھر اصل امر کا اثبات الفاظ میں ہے۔

موقع نجوم سے مراد قرآن کا بذریعہ اتنا ہے۔ لوح محفوظ سے تولیلہ القدر میں ایک ساتھ آسمان اول پر اتر آیا پھر حسب ضرورت حجوز اتحوزا وقت بر وقت اتر تارہ یہاں تک کہی برسوں میں پورا اتر آیا۔

مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد ستاروں کے طلوع اور ظاہر ہونے کی آسمانی جگہیں ہیں۔
موافق سے مراد منازل ہیں۔

حسن فرماتے ہیں قیامت کے دن انکا منتشر ہو جانا ہے۔

ضحاک فرماتے ہیں اس سے مراد وہ ستارے ہیں جن کی نسبت مشرکین عقیدہ رکھتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے
ہم پر بارش بر سی۔

وَإِنَّهُ لِقَسْمٌ لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ (۷۶)

اور اگر تمہیں علم ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے

إِنَّهُ لِفُرْقَانٍ كَرِيمٍ (۷۷)

کہ بے شک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے،

فِي كِتَابٍ مَكْفُونٍ (۷۸)

جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے،

لَا يَمْسُهُ إِلَى الْمُطَهَّرُونَ (۷۹)

جسے صرف پاک لوگ ہی چھوکتے ہیں،

اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ یہ بہت بڑی قسم ہے اس لیے کہ جس امر پر یہ قسم کھامی جا رہی ہے وہ بہت بڑا امر ہے یعنی یہ قرآن
بڑی عظمت والی کتاب ہے۔ معلم و محفوظ اور مخبوط کتاب میں ہے جسے صرف پاک ہاتھ ہی لکھنے ہیں یعنی فرشتوں کے۔
ہاں یہ اور بات ہے کہ دنیا میں اسے سب کے ہاتھ لکھتے ہیں۔

ابوالعلیٰ کہتے ہیں یہاں پاک سے مراد انسان نہیں انسان تو گنہگار ہے۔ یہ کفار کا جواب ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اس قرآن کو
لے کر شیطان اترتے ہیں۔ جیسے اور جگہ صاف فرمایا

وَمَا نَنَزَّلْتُ بِهِ الشَّيْطِينَ

وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ

إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لِمَعْرُولُونَ (210-212:210)

اسے نہ تو شیطان لے کر اترے ہیں نہ لگئے یہ لا اُن ناگلی یہ مجال بکدہ تو اسکے سنتے سے بھی الگ ہیں۔

یہی قول اس آیت کی تفسیر میں دل کو زیادہ لگتا ہے۔ اور اقوال بھی اس کے مطابق ہو سکتے ہیں۔

فراء نے کہا ہے اس کا ذائقہ اور اس کا لطف صرف بایمان لوگوں کو یہی میرجا تا ہے۔

بعض کہتے ہیں مراد جنابت اور حدث سے پاک ہونا ہے۔

کوئی خبر ہے لیکن مراد اس سے انشاء ہے اور قرآن سے مراد بھائی پر مصحف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمان ناپاکی کی حالت میں قرآن کو ہاتھ نہ لگائے۔

ایک حدیث میں ہے حضور نے قرآن ساتھ لے کر حرbi کافروں کے ملک میں لے جانے سے منع فرمایا ہے کہ ایسا نہ ہو اسے دینم کچھ اقصان پہنچائے۔ مسلم

قرآن حق ہے:

تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۸۰)

یہ رب العالمین کی طرف سے اتراء ہوا ہے،

أَفَبِهَذَا الْحَدِيثِ أَنْثَمْ مُذْهَنُونَ (۸۱)

پس کیا تم ایسی بات کو سرسری اور معمولی سمجھ رہے ہو؟

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ (۸۲)

اور اپنے حصے میں یہی لیتے ہو کہ جھلاتے پھرو؟

الله تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ قرآن شعروخن جادو اور غنیمیں بکھر کلام رہائی ہے اور اسی کی جانب سے اتراء ہے۔ یہ سارے حق ہے بلکہ صرف یہی حق ہے اس کے سوا اس کے خلاف جو ہے باطل اور یکسر مردوں ہے۔ پھر تم ایسی پاک بات کا کیوں انکار کرتے ہو کیوں اس سے ہٹنا اور یکسو ہو جانا چاہتے ہو؟ کیا اس کا شکر یہی ہے کہ تم اسے جھلوڑ؟

قبيل ازاد کے کلام میں **رزق** بمعنی شکرا جاتا ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں ہر بارش کے موسم پر بعض لوگ کفر یہی مکالمات بک دیتے ہیں کہ بارش فلاں ستارہ ہے۔

منظوماتیں ہے ہم حدیبیہ کے میدان میں تھے رات کو بارش ہوتی تھی۔ صحیح کی نماز کے بعد حضور نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

هَلْ نَذْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟

جائتے ہو؟ نج سب تھارے رب نے کیا فرمایا؟

لوگوں نے کہا اللہ کو معلوم اور اس کے رسول کو۔ آپ نے فرمایا سنوا یہ فرمایا:

أَصْبَحَ مِنْ عَبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرُ،

فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطَرِّنَا بِقُضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي، كَافِرٌ بِالْكُوْكَبِ،

وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطَرِّنَا بَنْوَءَ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكُوْكَبِ

آن میرے بندوں میں سے بہت سے میرے ساتھ کافر ہوئے اور بہت سے ایماندار بن گئے۔ جس نے کہا تم پر اللہ کے فضل و کرم سے پانی برساوہ تو میری ذات پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں سے کفر کرنے والا ہوا۔ اور جس نے کہا فلاں فلاں ستارے سے بارش برستی اس نے میرے ساتھ کافر کیا اور اس ستارے پر ایمان لا لایا۔

ایک شخص کو حضور نے یہ کہتے ہوئے سن لیا کہ فلاں ستارے کے اثر سے بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے یہ تو اللہ کی برسمانی ہوتی ہے یہ رزق اللہ ہے۔

مجاہد فرماتے ہیں اپنی روزی تحدید کو ہی نہ بنا دا لو۔ یعنی یوس نہ کہو کہ فلاں فرانخی کا سب فلاں چیز ہے بلکہ یوس کہو کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

پس یہ بھی مطلب ہے اور یہ بھی قرآن میں انکا کچھ حصہ نہیں بلکہ ان کا حصہ بھی ہے کہ یہ اسے جھوٹا کہتے رہیں۔ اور اسی مطلب کی تائید اس سے پہلے کی ۲ بیت سے بھی ہوتی ہے۔

عالم نزع کا ذکر:

اسی مضمون کی ۲ بیتیں سورہ قیامہ میں بھی ہیں۔

كَلَا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِ - وَقَبِيلَ مَنْ رَاقَ -

وَظَنَّ أَنَّهُ الفِرَاقُ - وَالثَّقَتُ السَّاقُ بِالسَّاقِ -

إِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِنِ الْمَسَاقُ (26:75-80)

نہیں نہیں جب روح ہنسلی تک پہنچ گی اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاؤ پھونک کرنے والا ہے۔ اور یقین ہو جائے گا کہ یہ وقت جدا ہی ہے۔ اور پہنچ لی سے پہنچ لی لپٹ جائے گی۔ آن تیرے پر درگار کی طرف چنانا ہے۔

فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْفُومَ (۸۳)

پس جب کہ روح نزدیک پہنچ جائے،

وَأَنْتُمْ حِينَئِنِ تَنْظَرُونَ (۸۴)

اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو،

وَتَنْهُنَّ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنَّ لَّا تُبْصِرُونَ (۸۵)

ہم اس شخص سے بُنْبُت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک شخص اپنے ۲ خری وقت میں ہے نزع کا عالم ہے روح پرواز کر رہی ہے تم سب پاس بیٹھے دیکھ رہے ہو کوئی کچھ نہیں کر سکتا تمہارے فرشتے جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تم سے بھی زیادہ قریب اس مرلنے والے سے ہیں۔

جیسے اور جگہ ہے:

**وَهُوَ الْفَالِهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ۖ ثُوَقَتُهُ رُسُلًا
وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ**

ثُمَّ رُدُوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقَّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَسَبِينَ (۶۱-۶۲)

اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے وہ تم پر اپنے پاس سے محافظ بھیجا ہے جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو تمہارے بھیج ہوئے اسے تھیک طور پر فوت کر لیتے ہیں پھر وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ مولائے حق کی طرف بازگشت کرائے جائیں گے جو حاکم ہے اور جلد حساب لینے والا ہے۔

فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ عَيْنَ مَدِينِينَ (۸۶)

پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں،

ثَرْجُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۸۷)

اور اس قول میں سچے ہو تو ذرا اس روح کو تو لوٹا لو۔

یہاں فرماتا ہے اگرچہ تم اوگ کسی کے زیر فرمان نہیں ہو اگر یہ حق ہے کہ تم دوبارہ چینے اور میدان قیامت میں حاضر ہونے کے قابل نہیں ہو اور اس میں تم حق پر ہو اگر تمہیں حشر و نشر کا یقین نہیں اگر تم عذاب نہیں کیے جاؤ گے تو ہم کہتے ہیں اس روح کو جانے ہی کیوں دیتے ہو؟

اگر تمہارے بس میں ہے تو حلق بند پہنچی ہوئی روح کو واپس اس کی اصلی جگہ پہنچا دو پس یہ یاد رکھو جیسے اس روح اور اس جسم میں ذائقہ پر ہم قادر تھے اور تم نے دیکھ لایا یہی اسے نکالنے پر قادر تھے اور اسے بھی تم نے بچشم خود دیکھ لیا۔ یقین مانوں اسی طرح ہم دوبارہ اس روح کو اس جسم میں ڈال کر نئی زندگی دیتے پر بھی قادر ہیں۔

تمہارا نہ اپنی پیدائش میں دخل تو مرلنے میں پھر دوبارہ جی اٹھنے میں تمہارا دخل کہاں سے ہو گیا؟ جو تم کہتے پھرتے ہو کہ ہم مر کر نہیں سمجھیں گے۔

سعادت مند کی موت کی حالت:

یہاں وہ احوال بیان ہو رہے ہیں جو موت کے وقت سکرات کے وقت دنیا کی آخری ساعت میں انسانوں کے ہوتے ہیں کہ یا تو وہ درجہ کا اللہ کا مقرب ہے یا اس سے کم درجے کا ہے جن کے دامنے ساتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا یا بالکل بد نصیب ہے جو اللہ سے جاہل رہا اور راه حق سے غافل رہا۔

فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقْرَبِينَ (۸۸)

پس جو کوئی بارگاہِ الٰہی سے قریب ہو گا،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مقرر ہیں پارگاہِ الٰہی ہیں جو احکام کے عامل سچے نافرمانیوں کے تارک تھے انہیں تو فرشتے طرح طرح کی خوشخبری اس نتائجے ہیں۔

فَرَوْحٌ وَرِيْحَانٌ وَجَّهَةٌ نَعِيمٌ (۸۹)

اسے توراحت ہے اور غذا نہیں ہیں اور آرام والی جنت ہے،

روح سے مراد راحت ہے اور **ریحان** سے مراد آرام ہے۔

غرض دنیا کے مصائب سے راحت مل جاتی ہے ابدي سرور اور پچی خوشی اللہ کے غلام کو اسی وقت حاصل ہوتی ہے وہ ایک فراغی اور رحمت دیکھتا ہے اس کے سامنے رزق اور رحمت ہوتی ہے۔ وہ جنت عدن کی طرف لپکتا ہے۔

محمد بن کعبؓ فرماتے ہیں مرنے سے پہلے ہر مرنے والے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی ہے۔

یا اللہ! ہمارے اس وقت میں تو ہماری مدد کر ہمیں ایمان سے انجما اور اپنی رضامندی کی خوشخبری سن کر سکون و راحت کے ساتھ یہاں سے لے جا۔ آئین

گو سکرات کے وقت کی احادیث ہم سورہ ابراہیم کی آیت **بَشَّتَ اللَّهُ** کی تفسیر میں میں بیان کرچکے ہیں لیکن چونکہ یہ ان کا بہترین موقع ہے اس لیے ایک مکمل ایمان کرتے ہیں۔

حضرت مکمل فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت ملک الموت علیہ السلام سے فرماتا ہے:

میرے فلاں بندے کے پاس جاؤ اسے میرے دربار میں لے آؤ۔ میں نے اسے رنج راحت آرام تکلیف خوشی ناخوشی غرض ہر آزمائش میں آزمایا اور اپنی مرشی کے مطابق پایا۔ بس اب میں اسے ابدي راحت دینا چاہتا ہوں۔ جا اسے میرے خاص دربار میں پیش کر۔ ملک الموت پاچ سورجت کے فرشتے اور جنت کے کھن اور جنتی خوشبو نہیں ساتھ لے کر اس کے پاس آتے ہیں۔ گوریجان ان ایک ہی ہوتا ہے لیکن سرے پر ہمیں ہوتی ہیں ہر ایک کی جدا گانہ مہک ہوتی ہے شفید ریشم ساتھ ہوتا ہے جس میں سے ملک کی پہنچیں آتی ہیں....

مند میں ہے حضرت ام ہاشمی نے رسول مقبول علیہ السلام سے پوچھا کیا مرنے کے بعد تم آپس میں یک دوسرے سے ملیں گیا اور ایک دوسرے کو کیھیں گے؟ آپ نے فرمایا:

روح ایک پرندہ ہو جائے گی۔ جو درختوں کے میوے پچھے گئی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اس وقت اپنے اپنے جسم میں چلی جائے گی۔

اس حدیث میں ہر مومن کے لیے بہت بڑی بشارت ہے۔

مسند احمد میں اس کی شاہد ایک حدیث ہے جسکی اسناد بہت بہتر ہیں اور متن بھی بہت قوی ہے۔

اور صحیح روایت میں ہے:

إِنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي حَوَاصِلِ طَيْوَرٍ خُضْرَ، سُرَّخُ فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مُعْلَقَةً بِالْعَرْشِ

شہیدوں کی روحیں بزرگ پرندوں کے قابوں میں ہیں ساری جنت میں جہاں چاہیں کھاتی چلتی رہتی ہیں اور عرشِ تَلِیٰ
ہوئی قدیلوں میں آٹھتی ہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابوالیحٰی یہ حدیث بیان فرمائی کہ حضور نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ لِقاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهَ لِقاءَهُ،

وَمَنْ كَرِهَ لِقاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقاءَهُ

جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے مانا چاہتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو برآ جانتا ہے اللہ بھی اسکی ملاقات سے
گراہت کرتا ہے۔

صحابہؓ میں کسر جھکائے رونے لگے۔ اپنے فرمایا ورنہ کیوں ہو؟ صحابہؓ نے کہا حضور! بھلاموت کو کون چاہتا ہے؟ فرمایا:

لَيْسَ ذَاكَ، وَلَكِنَّهُ إِذَا احْتَضَرَ

سُونُونَ مُطَلَّبٌ سُكُراتٍ کے وقت سے ہے۔

اس وقت تک اور مقرب بندے کو راحت والعام اور آرام دہ جنت کی خوشخبری سنائی جاتی ہے جس پر وہ ترپ احتتا ہے اور چاہتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو جلد اللہ سے ملتا کہ انہتوں سے مالا مال ہو جائے پس اللہ بھی اسکی ملاقات کی تمنا کرتا ہے۔

اور اگر بد بندہ ہے تو اسے موت کے وقت گرم پانی اور جہنم کی مہماںی کی خبر دی جاتی ہے جس سے وہ ہزار ہو جاتا ہے اور
اسکی روح رو گئنے میں چھپنے اور اکنئے لگتی ہے اور یہ دل چاہتا ہے کہ کسی طرح اللہ کے حضور میں حاضر نہ ہوؤں۔ پس
اللہ بھی اسکی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّابِرِ الْيَمِينِ (۹۰)

اور جو شخص دا بنے والوں میں سے ہے

فَسَلَامٌ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ (٩١)

تو بھی سلامتی ہے تیرے لیے کہ تواہنے والوں میں سے ہے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ سعادتمندوں سے ہے تو موت کے فرشتے اسے سلام کہتے ہیں جو جہ پر سلامتی ہو تو اصحاب یمن میں سے ہے اللہ کے عذابوں سے تو سلامتی پائے گا اور خود فرشتے بھی اسے سلام کرتے ہیں۔ جیسے اور آیت میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ مُمْسِنُ الْأَزْمَانِ إِنَّمَا يُنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلِئَةُ أَلَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزُنُوا وَأَبْشِرُوا

بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

تَحْنُّ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشَاءُوْنَ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَعُونَ

(30:41-42)

چچ کے توحید والوں کے پاس ان کے انتقال کے وقت رحمت کے فرشتے آتے ہیں اور انہیں بشارت دیتے ہیں کہ کچھ ذرخوف نہیں کچھ رنج و غم نہ کر جنت تیرے لیے حسب وعدہ تیار ہے۔

دنیا اور آخرت میں ہم تیری حمایت کے لیے موجود ہیں جو تمہارا بھی چاہے تمہارا۔ لیے موجود ہے جو تمنا تم کرو گے یوری ہو کر سے گی، غفور و رحیم اللہ کے تم ذی عزت مہمان ہو۔

وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ (٩٢)

لیکن اگر کوئی جھٹلانے والوں گراہوں میں سے ہے تو

فَنَزَّلَ مِنْ حَمِيمٍ (٩٣)

کھولنے گرم پانی کی مہماں ہے،

وَتَصْلِيلَةً جَحِيمٍ (٩٤)

اور دوزخ میں جانا،

اور اگر مرنے والا حق کی مکتدیب کرنے والا اور ہدایت سے کھو یا ہوا ہے تو اسکی ضیافت اس گرم حمیم سے ہو گی جو انہیں اور کھال تک جھٹادے پھر چاروں طرف سے جہنم کی ۲۱ گلگھر لے گی جس میں جتنا بھتر ہے گا۔

إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ (٩٥)

یہ خبر سراسر حق اور قطعاً یقینی ہے،

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (٩٦)

پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کر۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ یقینی ہاتیں ہیں جن کے حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ پس اپنے بڑے رب کے نام کی تحقیق چلتا رہ۔
مند احمد میں ہے اس آیت کے اثر نے پڑا پے نے فرمایا اسے رکوع میں رکھو اور سبج اسم ریک الاعلیٰ اثر نے پر فرمایا
اسے مجدد میں رکھو۔

آپؐ فرماتے ہیں جس نے سبحان اللہ العظیم و بحمده کہا اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے۔ ترمذی
صحابجہاری کے اختتام پر یہ حدیث ہے کہ حضورؐ نے فرمایا وہ کلئے ہیں جو زبان پر بلکہ ہیں میزان میں بوجمل ہیں اللہ کو بہت
بیار ہیں:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَيَحْمَدِهُ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ



© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com